مسائل کا حل اور اجتہاد

حضرت مولانا ابو السعود احمدؒ صاحب
(سابق امیر شریعت کرناٹک)

ناشر
ایفا پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسائل کا حل اور اجتہاد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم.

ساری تعریفیں اس وحدہ لاشریک کے لئے ہیں جو ہر دور میں عالم انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم کو بھیجتا رہا اور سلسلہ ختم ہوا خاتم النبیین محمد ﷺ پر اورفرمایا: "مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" (احزاب/ ۴۰) کہ آپ ہادی عالم ہیں، عربی ہو یا عجمی مشرقی ہو یا مغربی ہر جگہ اور ہر خطے والے کے لئے آپ ہی رہبر مطلق ہیں، اورفرمایا: "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (مائدہ/ ۳) کہ جو "الکتاب لا ریب فیہ" آپ لائے ہیں وہی ضابطہ حیات ہے ساری انسانیت کے لئے، پتھر کے زمانے والوں کے لئے بھی اور آج کے اس دور کے لئے بھی جو کمپیوٹر لیزر اور آٹم والا زمانہ کہلاتا ہے، بلکہ قیامت تک نہ جانے اور کیسے کیسے حالات آئیں گے۔ غرض ہر زمانے کے لئے یہی "الکتاب" واحد راستہ ہے جس پر چل کر آدمی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے، کہ جو بھی، جہاں کہیں بھی ہو، جس زمانے میں بھی ہو جب تک اس "الکتاب" اور اس کے لانے والے ﷺ کو تھامے رہے گا کامیاب رہے گا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ اس قرآن مجید کو سمجھانے کے لئے آئے ہیں قرآن کہتا ہے: "وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ" (نحل/ ۴۴)۔

چوں کہ قرآن مجید اصول وکلیات بیان کرتا ہے، لہذا فروع وجزئیات کی تفصیل سرکار دوعالم ﷺ کی "تبیین" ہی سے ہوسکتی تھی جس کو "سنت" اور "حدیث" کہتے ہیں: "السنۃ تطلق

علی قول الرسول و فعله أو سکوته و علی أقوال الصحابه و أفعالهم"۔یہی سنت شریعت اسلام کا دوسرا ماخذ ہے جو پہلے ماخذ "الکتاب" سے جدا نہیں ہے،جس کی عظمت کی دلیل کلام پاک کی آیت ہے:"مَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"(حشر/۷)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قریش کے لوگوں نے مجھ سے کہا کہ چونکہ آپ ﷺ بشر ہیں،غصہ کی حالت میں بہت سی باتیں فرمادیتے ہوں گے،اس لئے حدیث (سنت) نہ لکھا کرو۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش کے کہنے سے میں نے لکھنا بند کر دیا،آپ ﷺ سے اس سلسلہ میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:تم لکھا کرو،اور اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس سے(میری زبان سے) حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی (ابوداؤد:کتاب العلم)۔

اسی بات کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے:

"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلاَّ وَحْیٌ یُّوْحٰی" (نجم/۳،۴)۔

غرض یہ کتاب اور"اِنْ هُوَ اِلاَّ وَحْیٌ"وہ اساس ہیں جن پر دین اور شریعت مطہرہ قائم ہیں۔اور رہتی دنیا تک قائم رہیں گے کہ جو کچھ پانا ہے انہی دونوں سے پانا ہے۔

لیکن یہ دونوں تورات کی طرح"تِبْیَاناً لِکُلِّ شَیْءٍ"نہیں ہیں ورنہ ان کی سینوں میں حفاظت بلکہ ہاتھوں میں اٹھانا مشکل ہوجاتا۔

چوں کہ جزئیات لامتناہی ہوتے ہیں بلکہ زمانے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں، اس لئے حکم دے دیا گیا کہ قرآن وسنت کو ہی اصل سمجھو اور مانو اور جو کچھ پاؤ انہی سے پاؤ۔

اور امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت تیار کی گئی کہ دیکھو زمانے والو،بدلتی دنیا والو،نا سمجھو اور سمجھ والو،ان کو پڑھو اور دیکھو کہ وہ کس طرح ڈھونڈتے ہیں نکالتے ہیں اور انہی "الکتاب" اور "السنۃ" سے پاتے ہیں جو کچھ کہ پانا ہے۔اور حکم دے دیا گیا:"فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارِ"(سورہ حشر/۲)(کہ اے سمجھ والو سمجھو،اپنی عقل کو

استعمال کرو)۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک کلمہ گو کو جو نبی کے فیصلے سے غیر مطمئن تھا قتل کردیا ۔آیت نازل ہوئی:

"فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ" (نساء ۶۵)۔

کہ عمر فاروقؓ کا اعتبار معتبر ہے، ہمیں منظور ہے۔ اور اس رضی اللہ عنہم اجمعین والی جماعت کو اعتبار جسے فقہاء قیاس کہتے ہیں، سکھانے کے لئے خاتم النبیین سے کہا گیا ہے: "وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ"۔ (اس جماعت کی رائے لیا کیجئے)۔تا کہ وہ آئندہ فاقد الزوج اور اس جیسے ہزاروں لاکھوں مسائل کا حل تلاش کریں اور نکالیں، اسی لئے کہا گیا:"القیاس مظهر لا مثبت"۔

اور قدرت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے مواقع فراہم کیے تا کہ آنے والی امت کو نمونہ ملے، انتظام کیا گیا ہے،ضرورتیں مہیا کی گئیں، کہ ایسا ہی ہونا تھا اور قدرت کو بھی یہی منظور تھا۔

ورنہ "حفاة عراة یتطاولون فی البنیان"، "کاسیات عاریات" اور "لا یبقی فیه بیت مدر" جیسی پیشین گوئی کرنے والا آتا اگر قیامت تک آنے والے سارے مسائل کے حل پیش کردیتے تو " الراسخون فی العلم" اور أنبیاء بنی اسرائیل والی جماعت کیسے وجود میں آتی، اور ان کا کام ہی کیا رہ جاتا، "خیر امۃ" کیسے کہلاتی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فَاسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّکْرِ إِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (نحل ۴۳)۔

اہل ذکر کا وجود نہ ہوتا تو "لا تعلمون" کس سے سوال کرتے ۔

ایک جگہ ارشاد باری ہے:

"لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ" (ملک ۱۰)۔

صرف "نسمع" رہ جاتے "نعقل" والی جماعت کہاں پائی جاتی؟ سرکار دو عالم ﷺ

نے فرمایا:"فليبلغ الشاهد الغائب. فرب حامل فقه إلى من هو أفقه منه" (دارمی، ابن ماجہ)۔

فقہ کیسے دنیا میں آتے اور کیوں آتے؟ الغرض سکھایا گیا کہ بوجھو پوچھو، سوچ کر پوچھو، بےضرورت مت پوچھو:"لا تسئلوا عن أشياء" کیا ہے، کس سے بنا ہے؟ تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہے، جو تمہارے لئے ضروری ہے حالات جیسے جیسے پیش آتے رہیں اس کے مطابق تحقیق کرو، تلاش کرو کہ تم ہی نمونہ ہو، تم ہی النجوم ہو۔

حضرت معاذ بن جبلؓ یمن میں عہدۂ قضا سنبھالنے کے لئے روانہ ہونے سے پہلے دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو سرکار دوعالم ﷺ نے دریافت فرمایا: معاذ فیصلہ کس طرح کروگے؟ عرض کیا: کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ پھر ارشاد ہوا: اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ملے؟ جواب دیا: تو پھر "سنت الرسول" سے فیصلہ کروں گا۔ پھر ارشاد ہوا: سنت میں بھی اگر وہ فیصلہ نہ ملے؟ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا: تو پھر اجتہاد کروں گا، یعنی قیاس سے فیصلہ کروں گا۔ حضرت معاذؓ کے اس جواب پر دربار رسالت سے شاباشی ملی، ارشاد ہوا:

"الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يُرضي رسول الله" (ابوداؤد: کتاب الاقضیۃ، باب اجتہاد الرأی فی القضاء)۔

وارث نے وارث ہونے کا حق ادا کردیا۔ پھر نئے نئے حالات پیش آتے رہے۔ اور صحابہ کرامؓ وراثت نبوت کو استعمال کرتے رہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا موقعہ آیا تو صحابہ کرام نے قیاس کیا کہ "رضيه الرسول لديننا أفلا نرضاه لدنيانا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اِتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ" (لقمان/۱۵)۔

سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:"عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين" (ابوداؤد: کتاب السنۃ، باب لزوم السنۃ)۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک موقع پر فرماتے ہیں:

" أقول فيها برأيي فإن كان صواباً فمن الله وإن كان خطأً فمني ومن الشيطان'' (دارمی: کتاب الفرائض، باب الکلالہ)۔

خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب فرماتے ہیں:

"أقضي فيه برأيي، ذكر سفيان بن عيينة عن عبيد الله بن يزيد قال: سمعت ابن عباس رضي الله عنه إذا سئل عن شيء فإن كان في كتاب الله قال به، وإن لم يكن في كتاب الله وكان عند رسول الله ﷺ قال به، فإن لم يكن في كتاب الله ولا عن رسول الله ﷺ ولا عن أبي بكر و عمر اجتهد'' (سنن دارمی ۱/۵۵، قدرے تغیر کے ساتھ)۔

بہر حال اس قسم کے حالات خیر القرون میں ہوئے۔ جو آئندہ والوں کے لئے رہنمائی کرتے ہیں کہ خدا کی دی ہوئی ابدی ہدایت سے قیامت تک استفادہ کرنے کی راہ قیاس واجتہاد ہے، جس کے حقدار الراسخون في العلم اور ورثۃ الانبیاء ہیں۔

اکابرین امت! ہم بڑی مسرت کے ساتھ آپ کا یہ کہتے ہوئے استقبال کرتے ہیں:

کس قدر شاد ہیں سب خوردو کلاں پیر و جواں
ہر طرف عید کا منظر ہے مسرت کا سماں
خیر مقدم کو ہے ٹیپو کی زمیں وجد کناں
مرحبا کہتی ہے مہمانوں سے ہر ایک زباں
آج بنگلور میں وہ شمس و قمر آئے ہیں
پیشوایان حرم بن کے خضر آئے ہیں

آپ حضرات اسی احساس کو لے کر یہاں جمع ہوئے ہیں کہ امت پر جو نئے نئے حالات آرہے ہیں ان کا حل قرآن وسنت اور آثار صحابہؓ میں تلاش کریں، آپ کا جمع ہونا مبارک کہ آپ ہی کے سلسلے میں حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

"فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ" (توبہ/ ۱۲۲)۔
سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:

" من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين" (بخاری؛ کتاب العلم؛ باب من یرد اللہ بہ خیراً۔)۔
آپ جیسی ایک جماعت ہونی ہی چاہئے جیسا کہ ہر دور میں اس کی ضرورت محسوس کی گئی، امام اعمش فرماتے ہیں:

" يا معشر الفقهاء أنتم الأطباء ونحن الصيادلة (جامع بیان العلم)۔
''خیر القرون'' میں خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروقؓ نے ایسی ہی مجلس مرتب فرمائی جس میں خود خلیفہ دوم حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جمع تھے، بعد میں ایک دوسری مجلس قائم ہوئی جس میں حضرت علی، ابی بن کعب رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ تھے، ثم الذين يلونهم میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اپنے لائق ترین شاگردوں کی ایک جماعت ایسی تیار فرمائی جن کے سامنے پیش آمدہ نیز امکانی مسائل پیش ہوتے اور ان پر کھلی بحث ہوتی، ہر وارث نبی اپنے نکتۂ نظر کو دلائل کے ساتھ پیش کرتا اور امام صاحبؒ کے زیر سرپرستی مسائل حل ہوتے۔

شام وسحر یہی ان کا مشغلہ تھا، پیچیدہ مسائل ہوتے تو نعرہائے تکبیر بلند ہوتے۔ انہی کے لئے آقائے دوعالم ﷺ کی ید اللہ علی الجماعۃ والی بشارت ہے۔ ایک موقعہ پر ارشاد ہوا:" إن الله لا يجمع أمتي على ضلالة" (ترمذی؛ کتاب الفتن؛ باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ) اور کہیں "عليكم بالسواد الاعظم" فرمایا گیا۔

اللہ کرے یہ سلسلہ چلے جب تک سورج چلے اور سارے عالم کو اس کا نفع پہنچتا رہے، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔